Chapter 51 سورۃ الذّٰریٰت The scattering winds

آیات 60

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

وَ الذّٰرِیٰتِ ذَرۡوًا ۙ﴿۱﴾

1- قسم ہے اڑا کر بکھیر دینے والی ہواؤں کی۔

(**نوٹ**: قسم (ق س م) کا مطلب ہے کسی چیز کے حصے کر دینا۔ تقسیم کرنا۔ بانٹ دینا وغیرہ۔ سیاق و سباق کے لحاظ سے اگر یہاں قسم کا مطلب تقسیم کرنا لیا جائے تو اس آیت کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ "ہواؤں سے متعلق جو حقیقتیں ہیں وہ تقسیم ہو کر مختلف تقاضوں کے مطابق یوں سرگرمِ عمل ہیں کہ ہواؤں کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ ذرات یا کسی بھی مادے کو اڑا کر بکھیر دیتی ہے، جیسے کہ بعض نباتات کے مادہ تولید کے چھوٹے چھوٹے ذرات کو اِدھر اُدھر بکھیر دیتی ہیں جس سے ان جیسی خود بخود مزید نباتات تخلیق ہوتی رہتی ہیں وغیرہ وغیرہ)۔

فَالۡحٰمِلٰتِ وِقۡرًا ۙ﴿۲﴾

2- اور (قسم ہے ان ہواؤں کی) جنہوں نے (بارش اور کئی معلوم و نامعلوم قوتوں) کا بوجھ اٹھا رکھا ہوتا ہے۔

فَالۡجٰرِیٰتِ یُسۡرًا ۙ﴿۳﴾

3- اور (قسم ہے ان ہواؤں کی) جو نرمی کے ساتھ چلتی ہیں (تا کہ سہولت اور خوشگواری کا باعث بنتی رہیں)۔

فَالۡمُقَسِّمٰتِ اَمۡرًا ۙ﴿۴﴾

4- بہر حال (ان ہواؤں کی ذمہ داریوں کو اللہ نے اپنے) حکم کے مطابق تقسیم کر رکھا ہے۔

اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَصَادِقٌ ۙ﴿۵﴾

5- (چنانچہ، اے نوعِ انسان! ان حقائق کی طرف تمہاری توجہ دلانے کا مقصد) سوائے اس کے کوئی اور نہیں کہ تمہارے ساتھ جو وعدے کیے جا رہے ہیں، وہ حقیقت بن کر تمہارے سامنے آجائیں گے (کیونکہ وہ ناقابلِ انکار سچائیاں ہیں اور وہ اس اللہ کے حکم کے ماتحت ہیں جس کے ماتحت ہوائیں تک سرگرمِ عمل ہیں)۔

وَّ اِنَّ الدِّیۡنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۶﴾

6-اور یہ حقیقت ہے کہ یہ دین جو جزاوسزا کا پیمانہ ہے، (اس میں کیے گئے وعدے کے مطابق وہ حالت) واقع ہوکر رہے گی (جب اعمال کی جوابدہی ہوگی)۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ﴿۷﴾

7-(اگر یقین نہیں تو پھر تم انسانی دنیا سے باہر آسمانوں کی طرف دیکھو اور غور کرو) کہ قسم ہے مداروں و راستوں والے آسمان کی (یعنی کس طرح آسمان کی حقیقتیں تقسیم ہوکر اپنی اپنی ذمہ داری کے مطابق سرگرمِ عمل ہیں، جیسے کہ آسمان میں اٹل راستے قائم ہیں اور اجرام کا یعنی چاند، سورج، ستاروں اور کہکشاؤں وغیرہ کا جال بچھا ہوا ہے اور وہ اپنی اپنی ذمہ داری میں مصروفِ عمل ہیں)۔

(نوٹ: لفظ الحبک کا مادہ (ح ب ک) ہے۔ اِس کا بنیادی مطلب ہے کس کر باندھنا اور مضبوط کردینا۔ وہ ازار یا رسی جو کمر پر مضبوطی سے باندھی جائے۔ اِسی سے یہ اخذ کیا گیا ہے کہ وہ راستہ ودائرہ جس پر چیزیں حالتیں یا قوتیں مضبوطی سے بند جائیں۔ چنانچہ آسمان کی بلندیوں میں راستے، دائرے یا مدار ایسے ہیں کہ اُن میں جو بھی قوتیں یا اجرامِ فلکی ہیں وہ یوں ہی آوارہ نہیں بلکہ ایک نظام میں مضبوطی سے بندھے ہوئے ہیں)۔

اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ﴿۸﴾

8- لیکن حقیقت یہ ہے کہ تم ایسے ہو (کہ بجائے اللہ کی بتلائی گئی ایک ہی منزل کی طرف جانے کے، اپنے اپنے) مختلف اقوال یعنی مختلف عقیدوں میں سرگرداں ہو۔

يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ﴿۹﴾

9-(یہ نہیں ہے کہ تمہیں پیدا ہی اس طرح کیا گیا ہے کہ تم مختلف راستوں پر چلنے کے لئے مجبور ہو۔ بالکل ایسا نہیں ہے۔ بلکہ تمہیں اپنے لئے آپ راستہ چننے کا اختیار دیا گیا ہے، 18/29۔ لہٰذا، جو صحیح راستہ دیکھ کر بھی) اس سے پھر جاتا ہے (اور غلط راستہ اختیار کرلیتا ہے تو) اسے اسی کی طرف پھیر دیا جاتا ہے (اور اسے زبردستی صحیح راستے پر نہیں چلایا جاتا)۔

قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ ﴿۱۰﴾

10-(اور غلط راستے اختیار کرنیوالوں کے پاس کوئی اٹل دلیل یا سند نہیں ہوتی)۔ وہ محض اپنی اٹکلوں اور قیاسات (کی بناء پر فیصلے کرلیتے ہیں اور پھر) ہلاک ہوکر رہ جاتے ہیں۔

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ﴿۱۱﴾

11-یہ وہ لوگ ہیں جو (اپنے مشغلوں) میں ڈوبے رہتے ہیں اور یوں حقیقت سے بے خبر ہو جاتے ہیں (حالانکہ وحی کی روشنی ان کے سامنے ہوتی ہے)۔

يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ؕ﴿۱۲﴾

12-(چنانچہ ان لوگوں کی اسی ذہنیت اور روش کا نتیجہ ہے کہ بجائے اس صداقت کو تسلیم کرنے کے کہ اعمال کی جوابدہی ہو گی، وہ طنزاً) پوچھتے ہیں! کہ دین جسے جزا و سزا کا پیمانہ (کہا جاتا ہے اور اس میں بتایا جاتا ہے کہ جزا و سزا کا دن طاری ہو گا، تو بتاؤ کہ وہ) دن کب طاری ہو گا؟

يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾

13-(ان کو بتلا دو کہ) یہ وہ دن ہو گا جب یہ آگ پر الٹے سیدھے ڈال دیے جائیں گے (یعنی اس دن ایسے لوگوں کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا)۔

ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِىْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

14-(اور ان سے کہا جائے گا کہ) جو فتنے تم برپا کیا کرتے تھے (اب ان کے نتائج کا مزہ) چکھو۔ اور یہ ہے وہ (عذاب) جس کے بارے میں تم جلدی مچایا کرتے تھے۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۙ﴿۱۵﴾

15-(ان کے برعکس) وہ لوگ جنہوں نے اپنے اوپر ایسا اختیار حاصل کر لیا ہوا تھا کہ اللہ کے احکام و قوانین کی خلاف ورزیوں سے بچے رہتے تھے (متقین)، ان کے لئے ابدی مسرتوں سے لبریز ایسے باغات ہوں گے جہاں (شیریں پانیوں کے خوشگوار) چشمے ہوں گے (جن سے وہ لطف اندوز ہوں گے)۔

اٰخِذِيْنَ مَاۤ اٰتٰٮهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ؕ﴿۱۶﴾

16-(اور) وہ اپنے رب کی طرف سے دی گئی (نعمتوں اور آسائشوں) کو لے رہے ہوں گے۔ یہ اس لئے کہ وہ اس سے پہلے یقیناً ایسے لوگ تھے جو حقیقی ضرورت مندوں کو عدل سے بڑھ کر دیتے اور زندگی کے حسن و توازن کو برقرار رکھنے کی تگ و دو میں مصروف رہتے تھے (محسنین)۔

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

17-(وہ ایسے لوگ تھے جو اللہ کے احکام و قوانین پر سرگرمِ عمل رہنے کی خاطر یا اُن پر غور و خوض کرنے کی خاطر) رات کو کم سویا کرتے تھے۔

وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

18-اور صُبحوں کو وہ (ہر تخریبی قوت سے محفوظ رہنے کے لئے) اللہ کی حفاظت طلب کرتے ہوئے (سرگرمِ عمل ہو جاتے تھے)۔

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾

19-اور (ان کی عملی زندگی یہ ہوتی تھی کہ وہ اپنی کمائی کو صرف اپنی ذات کے لئے مخصوص نہیں سمجھتے تھے، بلکہ) ان کے مالوں میں ہر اس شخص کا حق ہوتا تھا جس کے پاس اس کی ضرورت سے کم ہو یا بالکل کما سکنے کے قابل نہ ہو۔

وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾

20-اور (انہوں نے یہ راستہ کسی اندھی عقیدت کی بناء پر اختیار نہیں کیا تھا بلکہ عقل وبصیرت سے غور کر کے وہ اِن نتائج پر پہنچے تھے، کیونکہ جو بھی غور کریں گے) تو اسی زمین میں ہی یقین کرنے والوں کے لئے ایسی نشانیاں ہیں (جن کی بناء پر وہ کہہ اٹھیں گے کہ اللہ کی ہر آگاہی سچ ہے)۔

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾

21-اور (نہ صرف یہ بلکہ) تمہاری اپنی ذات کے اندر (ایسی ایسی نشانیاں ہیں جو ناختم ہونے والے حقائق کی خبر دیتی ہیں) مگر کیا تم انہیں بھی نہیں دیکھتے؟ (اور نہ تم ان پر غور کرتے ہو)۔

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾

22-اور (صرف اتنا ہی نہیں، بلکہ) آسمانوں میں تمہاری زندگی کی نشو ونما کا سامان ہے (یعنی آسمانوں کی معلوم ونامعلوم تعمیری قوتیں جیسے بارش، روشنی، ہوا وغیرہ، زمین کی تعمیری قوتوں سے منسلک ہوتی ہیں تو رزق کی تخلیق عمل میں آتی رہتی ہے)۔ اور (اگر اس رزق کی تقسیم ایسے عمل میں لائی جاتی ہے جیسے اللہ کے احکام وقوانین ہیں تو اس سے ایسے خوشگوار نتائج نکلیں گے) جن کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ ع 1 23 18

23-(چنانچہ عقل وبصیرت سے کام لینے والا اس طرح غور کرتے کرتے آخرِ کار پکار اٹھتا ہے کہ) قسم ہے آسمانوں اور زمین کے رب کی (یعنی ساری کائنات کو نشو ونما دینے والے نے ان سے متعلق حقیقتوں کو تقسیم کر کے، انہیں ان کی ذمہ داریاں دے رکھی ہیں جن پر وہ سرگرمِ عمل ہیں) اور جو بھی تحقیق کرے گا وہ اسی نتیجے پر پہنچے گا کہ یہ ایسا سچ ہے جیسے کہ تم بولتے ہو (یعنی جیسے کہ تم اپنی بولنے والی قوت کو سچ سمجھتے ہو)۔

وقف لازم

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾

24-(اور اگر یہ لوگ کائنات کی ان نشانیوں سے مطمئن نہیں ہوتے تو ان کے سامنے گزری ہوئی قوموں کے واقعات پیش کرو جن کے غلط راہ پر چلتے رہنے کے تباہ کن نتائج نکلے تھے۔ مثال کے طور پر قومِ لُوط کی تباہی کی داستان کی ابتداء) ان معزز مہمانوں (کے تذکرے سے) ہوتی ہے جو ابراہیم کے پاس آئے تھے۔ مگر کیا ان تک یہ تذکرہ نہیں پہنچا؟

اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

25-(یہ تذکرہ یوں ہے کہ) جب وہ اس کے پاس آئے تو اسے سلام کیا۔ (اس نے بھی سلام) کا جواب دیا۔ لیکن اس کی پہچان میں نہ آئے کہ وہ کون لوگ ہیں۔

فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿۲۶﴾

26-بہر حال (مہمانوں کی تواضع کے لئے ابراہیمؑ) اپنے اہلِ خانہ کی طرف متوجہ ہوا (اور ان سے کہا کہ) ایک موٹے تازے بچھڑے (کے گوشت سے پکوان تیار کر دیا جائے۔ چنانچہ یہ پکوان) وہ ان کے پاس لے آیا۔

فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾

27-اور ان کے سامنے پیش کر دیا۔ (لیکن اس نے دیکھا کہ وہ کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے۔ اس لئے) اس نے کہا! کہ کیا آپ لوگ کھاتے نہیں ہیں؟

فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾

28-اس پر بھی (وہ کھانے کے لئے آمادہ نہ ہوئے تو) ابراہیم کو ان سے گھبراہٹ سی محسوس ہوئی (اس پر) انہوں نے کہا! کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں (ہم اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔ اور اس کی طرف سے ہم تمہیں) ایک ایسے بیٹے کی خوشخبری دیتے ہیں جو صاحبِ علم ہوگا۔

فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿۲۹﴾

29-ابراہیم کی بیوی (نے یہ سنا) تو حیرت سے بولتی ہوئی آگے آئی اور اپنے چہرے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا کہ میں عمر رسیدہ ہوں اور بانجھ بھی (اس لئے اس عمر میں میرے ہاں کیسے بیٹا پیدا ہو سکتا ہے؟)۔

قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۰﴾

30-انہوں نے کہا! (کہ ہم نے یہ کچھ اپنی طرف سے نہیں کہا۔ بلکہ) یہ تمہارے نشوونما دینے والے (کا پیغام تھا اور اس نے) یونہی کہا ہے۔ یقیناً (ایسا ہوگا کیونکہ) وہ حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نادرست کی اٹل حدیں مقرر کر

کے فیصلے کرنے والا ہے اس لئے کہ وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾

31-(ان کی باتوں اور طریقوں سے ابراہیمؑ سمجھ گیا کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں، چنانچہ) اس نے ان سے پوچھا کہ وہ مقصد کیا ہے جس کے لئے تم اللہ کی طرف سے بھیجے گئے ہو۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾

32-انہوں نے کہا! ہمیں ایک مُجرم قوم (قومِ لُوط) کی طرف بھیجا گیا ہے۔

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾

33-(کیونکہ اس قوم کے لوگ اپنی غیر اخلاقی بدمستیوں میں اس قدر گم ہیں کہ انہیں اس کا احساس تک نہیں رہا کہ اس کے نتائج تباہ کن نکلتے ہیں۔ چنانچہ ہمیں اس لئے بھیجا گیا ہے) تا کہ ہم ان پر (اس قدر) مٹی کے پتھر پھینک دیں کہ (وہ ان میں تباہ ہو کر رہ جائیں)۔

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾

34-(اور یہ مٹی کے پتھر ان کے لئے موت کا پیغام ہوں گے۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک) تمہارے رب کی طرف سے ایسے لوگوں کے لئے نشان زدہ ہے جو اللہ کے قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حدوں سے تجاوز کر جاتے ہیں (مسرفین)۔

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾

35-(چنانچہ وہ ابراہیمؑ سے رخصت ہو کر قومِ لُوط کی طرف گئے۔ لیکن وہاں تباہی لانے سے پہلے) پھر ہم نے ہر اس شخص کو (قومِ لُوط کی بستی) سے نکال لیا جس نے بھی ان میں سے نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی راہ اختیار کر رکھی تھی۔

فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾

36-لیکن اس سلسلے میں (وہاں لُوط) کے ایک گھر کے سوا کوئی بھی ایسا گھر نہ پایا جس نے ہمارے احکام و قوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کر رکھا تھا۔

وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾

37-اور ہم نے اس میں ایسے لوگوں کے لئے (تباہی کی) اس نشانی کو باقی رہنے دیا جو اللہ کے الم انگیز عذاب سے خوف زدہ رہنے والے ہیں (اور عقل و بصیرت سے کام لینے والے ہیں)۔

وَفِیۡ مُوۡسٰۤی اِذۡ اَرۡسَلۡنٰہُ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ بِسُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۳۸﴾

38-اور (اس طرح داستانِ) موسیٰ میں (بھی عقل و بصیرت رکھنے والوں کے لئے آگاہی و عبرت حاصل کرنے کی) نشانیاں ہیں۔ (یاد کرو) جب ہم نے اسے فرعون کی طرف واضح دلائل و قوانین دے کر بھیجا تھا۔

فَتَوَلّٰی بِرُکۡنِہٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوۡ مَجۡنُوۡنٌ ﴿۳۹﴾

39- مگر فرعون نے اپنے ارکانِ سلطنت کے ساتھ مل کر ان (دلائل و قوانین کو مسترد کر دیا اور ان سے) روگردانی اختیار کر لی اور کہہ دیا کہ یہ شخص جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔

فَاَخَذۡنٰہُ وَجُنُوۡدَہٗ فَنَبَذۡنٰہُمۡ فِی الۡیَمِّ وَہُوَ مُلِیۡمٌ ﴿ؕ۴۰﴾

40-چنانچہ ہم نے اسے اور اس کے لاؤ لشکر کو گرفت میں لے لیا اور پھر ہم نے انہیں سمندر میں پھینک دیا۔ اور وہ ملامت زدہ ہو کر رہ گیا (یعنی جس نے بھی اس کے بارے میں بات کی، حقارت و نفرت سے ہی کی)۔

وَفِیۡ عَادٍ اِذۡ اَرۡسَلۡنَا عَلَیۡہِمُ الرِّیۡحَ الۡعَقِیۡمَ ﴿ۚ۴۱﴾

41-اور (اسی طرح قِصّہ قومِ) عاد میں بھی (ہمارے احکام و قوانین کی مسلسل خلاف ورزیاں کرتے رہنے والوں کی تباہی کی نشانیاں ہیں۔ لہٰذا، یاد کرو) جب ہم نے ان پر آندھی کا (عذاب) بھیجا تھا جو ہر شے کو بے فائدہ کرتی چلی جاتی تھی۔

مَا تَذَرُ مِنۡ شَیۡءٍ اَتَتۡ عَلَیۡہِ اِلَّا جَعَلَتۡہُ کَالرَّمِیۡمِ ﴿ؕ۴۲﴾

42-(اس آندھی کے زہریلے پن کا یہ عالم تھا کہ) جو چیز اس کی زد میں آجاتی وہ اسے گلی سڑی ہڈی کی طرح ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیتی تھی۔

وَفِیۡ ثَمُوۡدَ اِذۡ قِیۡلَ لَہُمۡ تَمَتَّعُوۡا حَتّٰی حِیۡنٍ ﴿۴۳﴾

43-اور (اسی طرح سرگزشتِ قومِ) ثمود میں بھی (عقل و بصیرت رکھنے والوں کے لئے نشانی ہے) جب انہیں بتلایا گیا کہ ایک مدت تک کے لئے (سامانِ زندگی کی فراوانیوں) سے فائدہ اٹھا لو (اور اللہ کے احکام و قوانین سے سرکشی نہ کرنا)۔

فَعَتَوۡا عَنۡ اَمۡرِ رَبِّہِمۡ فَاَخَذَتۡہُمُ الصّٰعِقَۃُ وَہُمۡ یَنۡظُرُوۡنَ ﴿۴۴﴾

44- لیکن انہوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی (کو اپنا طریقہ بنا لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ) پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے

گرنے والی بجلی کی کڑک نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا۔

فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾

45-لہٰذا (ان کے متکبرانہ دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے) اور ان میں اتنی سکت بھی نہ رہی (کہ گرنے کے بعد ایک بار پھر اٹھ) کھڑے ہوتے۔ (اور جس آفت نے انہیں تباہ کر دیا تھا) وہ اس سے بدلہ بھی نہ لے سکنے کے قابل رہ گئے تھے (یعنی کوئی قوم چاہے وہ کتنی ہی طاقتور ہو اپنے اوپر آنے والے تباہی کے عذاب سے بدلہ نہیں لے سکتی)۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾ ع 2 23 1

46-اور اِس سے پہلے قوم نوح تھی جسے تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ اس کے لوگ اس قدر نافرمان تھے کہ وہ اللہ کی نشو ونما دینے والی حفاظتوں سے نکل نکل جاتے تھے اور خرابی پیدا کرنے والا راستہ اختیار کر لیتے تھے۔ (نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں تباہ و برباد کر دیا گیا)۔

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾

47-(یہ ہے اللہ کا قانون جو سب پر طاری ہے اور اللہ کے حکم کے خلاف چلتے رہنے والے کو اس کی مہلت کے پورا ہونے پر اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ چنانچہ ساری کائنات اور اس میں ہر ایک چیز اسی قانون سے محفوظ رہنے کے لئے سرگرم عمل رہتی ہے)۔ اور اِس آسمان کو (یعنی ساری بالائی کائنات کو) ہم ہی اپنی قوت کے ذریعے معرضِ وجود میں لائے ہیں۔ (لہٰذا، کوئی شے ہماری قوت کے قانون سے باہر نہیں ہے)۔ اور تم تحقیق کر کے دیکھ لو تو اِسی نتیجے پر پہنچو گے کہ ہم ہی اِسے فراخی وسعت دینے والے ہیں۔

وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾

48-اور (کیا تم دیکھتے نہیں ہو) کہ ہم نے زمین کو (تمہارے لئے) فرش بنا رکھا ہے (تاکہ یہ قابلِ رہائش بنی رہے)۔ (غور کرو) کہ ہم کس قدر سنوارنے اور ہموار کر دینے والے ہیں۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾

49-اور ہم نے ہر شے کو یوں توازن و تناسب سے وجود پذیر کیا کہ دو چیزیں ایک دوسرے کے مطابق ہوں یا ایک دوسرے کے مقابل ہوں (تخلیق کا یہ نظام یوں اِس لئے ترتیب و ترکیب دیا گیا ہے) تاکہ تم تعلیم و آگاہی حاصل کرتے رہو۔

(نوٹ: لفظ زوجین کا مادہ (زوج) ہے جس کا بنیادی مطلب وہ ہے جو آیت میں دے دیا گیا ہے یعنی اشیاء کا ایک دوسرے

کے مطابق ہونا یوں جیسے جوتے کے دونوں پاؤں۔دونر۔دو مادہ۔دوایک جیسے نظریات وغیرہ یا اشیاء کا ایک دوسرے کے مقابل ہونا جیسے رات اور دن۔سچ اور جھوٹ۔حق و باطل۔دو متضاد نظریات۔نر اور مادہ وغیرہ۔لہٰذا زوج سے مطلب جوڑا لیا جاتا ہے اور فرد سے مطلب اکیلا لیا جاتا ہے)۔

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ؀

50-(لہٰذا، اے نوعِ انسان! ان حقائق کو اس لئے بیان کیا جارہا ہے) تاکہ تم تیزی سے اللہ (کے احکام وقوانین) کی جانب جانے والے طریقے اختیار کرسکو۔(چنانچہ اے رسولؐ کہو ان سے کہ) حقیت یہ ہے (کہ مجھے اس لئے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ) میں تمہیں غلط راستوں کے خوفناک نتائج سے واضح طور پر آگاہ کردوں۔

وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ؀

51-اور (میرا فرض ہے کہ میں تمہیں آگاہ کردوں) کہ تم کسی کو بھی کسی بھی طریقے سے اللہ جیسا سمجھ کر مت اس کی پرستش واطاعت کرو اور یہ بات ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ میں تمہیں اس غلط راستے کے خوفناک نتائج سے واضح طور پر آگاہ کرنے والا ہوں۔

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ؀

52-(مگر اے رسولؐ! اس کے جواب میں یہ لوگ تمہارے خلاف طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں۔لیکن جس طرح تم کوئی انوکھے رسولؐ نہیں اسی طرح اِن مخالفین کی مخالفت بھی انوکھی نہیں۔چنانچہ) ان سے پہلے کی جن اقوام کی طرف رسول بھیجے گئے تو انہوں نے یہی کہا تھا کہ یہ جادوگر ہے یا دیوانہ ہے۔

اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ؀

53-(لیکن بظاہر یوں نظر آتا ہے، اور ذرا سوچو کہ) کیا ان لوگوں نے ایک دوسرے کو وصیت کی ہوگی (کہ تم رسولوں کی مخالفت میں ایسے ہی بُرے روّیے اختیار کرتے رہنا؟ نہیں ایسا نہیں ہے) بلکہ (سچائیوں کا انکار کرنے والوں اور مفادات کی پرورش کرنے والوں کی ذہنیت ایک جیسی ہوتی ہے۔اس لئے) یہ سب لوگ (ملتے جلتے طریقوں میں ایک ہی جیسے) سرکش وباغی تھے۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ؀

54-لہٰذا تم (ان کی اس قسم کی باتوں سے دل گرفتہ نہ ہونا) اور ان سے رخ پھیر کر (اپنے مقاصد کی تکمیل میں سرگرمِ عمل رہو)۔اس سے تم پر کوئی الزام نہیں آئے گا (کیونکہ تم اپنے فریضہ کی ادائیگی میں مصروفِ عمل رہنے والے ثابت ہو

گے)۔

وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۝۵۵

55-اوراس تعلیم وآ گاہی کو جاری رکھو۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ مسلسل آ گاہی ایسے لوگوں کے لئے جنہوں نے نازل کردہ سچائیوں اوراحکام وقوانین کوتسلیم کر کے امن وبے خوفی کی راہ اختیار کررکھی ہے، بڑی نفع بخش ثابت ہوگی (کیونکہ اس سے ان کے عزم وکردار میں پختگی پیدا ہوجائے گی)۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۝۵۶

56-بہرحال (اس حقیقت کو یادرکھوکہ) میں نے جنوں اور انسانوں کوصرف اس بات کے لئے تخلیق کیا ہے کہ وہ صرف میری غلامی اختیار کریں۔

مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ۝۵۷

57-(لہٰذا، اگر یہ اس نظام کواختیار کر لیتے ہیں تواس سے انہی کوفائدہ ہوگا کیونکہ) میں ان سے یعنی جنوں اور انسانوں سے کسی قسم کا سامانِ نشوونمانہیں چاہتا اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں (پلائیں۔ کیونکہ میں ان سب کچھ سے ماورااور بے نیاز ہوں)۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ۝۵۸

58-حقیقت تو یہ ہے کہ سب کواللہ ہی سامانِ نشوونما فراہم کررہا ہے کیونکہ وہ لامحدودقوتوں کا مالک ہے اوراس قدر زبردست ومضبوط ہے (کہ اسے کسی کی بھی مددوحمائیت کی ضرورت نہیں)۔

فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ۝۵۹

59-لیکن (اگر یہ لوگ بجائے اپنی تخلیق کے اس مقصد کو پورا کرنے کے) غلط راستے اختیار کر کے زیادتی وبے انصافی کرتے رہتے ہیں، تو پھر تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے ڈول گناہوں سے بھرتے چلے جاتے ہیں جیسے کہ ان کے ساتھیوں کے یعنی ان جیسے لوگوں کے ڈول جب گناہوں سے بھر گئے (تو وہ تباہ وبرباد ہوگئے)۔ لہٰذا، یہ لوگ جلدی نہ مچائیں (کیونکہ جونہی ان کے ڈول لبریز ہوگئے تو یہ لوگ خودبخودتباہی کی گرفت میں آجائیں گے)۔

(نوٹ: الفاظ ذنوباًاور ذنوب کا مادہ (ذ ن ب) ہے۔ اِس کے بنیادی مطالب ہیں: کسی چیز کا کسی کے پیچھے لگے رہنا۔ دُم۔ آخری حصہ۔ اِسی سے اِس کے مطالب ہیں۔ پیچھے لگی ہوئی تہمت مصیبت یا پیچھے لگا ہوا گناہ یا جرم وخطا۔ البتہ یہ مطالب اُس ڈول یا صراحی سے اخذ کیے گئے جسے رسی سے باندھ کر پانی کے پیچھے لگا دیا جاتا تھا یعنی کنوئیں میں لٹکا کر اُنہیں پانی سے بھر کر باہر

لایا جاتا تھا۔آیت کا سیاق وسباق کیونکہ ظلم یعنی گناہ وجرم وسرکشی وخطا ہے اِس لئے ڈول پانی کی بجائے اِسی سے بھرتے ہیں)۔

ع 14/3/2 فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿٦٠﴾ ع

60-اسی لئے ایسے لوگ جنہوں نے اس دن کو جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے (یعنی جوابدہی کے دن کے) طاری ہونے کو تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا ہے تو وہ تباہ وبرباد ہو کر رہ جائیں گے (کیونکہ وہ اپنے اس انکار کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ بُرائیاں کرتے رہیں گے اور آخرِ کار نتیجہ یہ نکلے گا کہ تباہی کی گرفت میں آجائیں گے)۔